

کے ساتھ جانے نہیں دے گا اور وہ بھی رات کے بارہ بجے۔
غلطی میری تھی افتخار۔ میں 'Flare up' ہو گئی تھی۔ مجھے اس ہوٹل میں نہیں
آنا چاہیے تھا۔

اب تم 'Guill' سے مرنا چاہتی ہو۔ تار۔ اوہ بی تار۔ خدا کے لیے مرنے کے لیے ایک
پھانسی تیار کرو مضبوط قسم کی۔ چھوٹی چھوٹی ہر ممکنگی پر چڑھنا چھوڑ دو۔ اللہ کی بندی۔
افتخار! تم مجھے گھر چھوڑ آؤ پلیز۔ پھر جو ہو گا میں سنبھال لوں گی۔

تم کچھ سنبھال نہیں سکتی ہو۔ جس انسان کو تمہارے جیسی آواز ملتی ہے، اسے عقل
نہیں دی جاتی۔ بیٹھی رہو چپ چاپ اور تماشہ دیکھو ایک بار۔ اس کی جڑیں ابھی
انڈسٹری میں اتنی گہری نہیں ہیں۔ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہے، اپنے بارے میں۔
افتخار وہ مجھے لینے کبھی نہیں آئے گا۔

نہیں آئے گا نہ آئے، کیا فرق پڑتا ہے۔ نقصان اس کا ہے تمہارا نہیں۔
کیا کہہ رہے ہو افتخار۔ میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہوں گی۔
تار! تم پاکستان کا تاج محل ہو۔ تم میوزیم ہو جس کی رکھوالی میں Pistol Point پر
کروں گا۔ اگر مجھے تمہارے اندر کی عورت کو ختم بھی کرنا پڑا تو بھی۔ لیکن میں اس
آرٹسٹ کی بے عزتی نہیں ہونے دوں گا جو صدیوں میں ایک بار پیدا ہوتا ہے۔ جو
کئی گھروں کو روشن کرتا ہے۔ کئی دلوں کو زندہ کرتا ہے جو ایک
Phenomena ہے ستارے کی طرح۔

تم بہت اچھے ہو افتخار
ہاں شبہ تو مجھے بھی ہوتا ہے لیکن ابھی تم نے میری اچھائی دیکھی نہیں۔ خدا کی
قسم چودہ ریلیں میں نے اپنی اچھائی کی ڈبوں میں پیک کر کے رکھی ہیں برے وقت
کے لیے۔ یہ تو میں صرف تمہیں ٹریڈ کھارہا ہوں۔
کہیں جارہے ہو؟

شوٹنگ پر۔ آج مجھے مشاعرے کے سیٹ پر غزل پڑھنی ہے (ترنم سے فلمی انداز)
اے جذبہ دل گر میں چاہو ہر چیز مقابل آجائے

منزل کی طرف دو گام چلوں اور سامنے منزل آجائے
سامنے فرینہ ہوگی شیشے کی نلیکوں والے پردے کے پیچھے مزہ آجائے گا۔ (یہ ساری
بات ستارہ نے نہیں سنی۔ وہ کہیں دور چلی گئی ہے۔) بڑا خوبصورت سیٹ لگا ہے، چلو گی؟
ستارہ: افتخار..... تم ایک بار مجھے فون کر لینے دو اسے۔ صرف ایک بار۔

افتخار: سنو ستارہ (بہت سنجیدگی کے ساتھ) یہ بات تمہیں عجیب لگے گی لیکن یہاں اس ریٹا
میں ہر شخص کا حساب کتاب ایک سا ہے۔ جب آخری حساب ہو گا تو سب کے
حساب برابر نکلیں گے۔ یاد رکھنا جو ساری عمر جمع کرتے رہتے ہیں ان کے حساب کو
ایک بار صفر سے ضرب دے دو تو سارے کا سارا جمع جتنہ ساری کمائی صفر ہو جاتی
ہے۔ جو سود در سود ضرب کرتے ہیں ان کو ایک تقسیم راس نہیں آتی۔ ذرا سوچئے
کھربوں میں رقم ہو اور اگر ایک ضرب صفر کی ہو جائے تو کیا باقی بچتا ہے؟ صفر.....؟
بڑا امپارٹنٹ ہے۔ صرف صفر یقین کرو وہاں کوئی کسی سے بہتر نہیں ہو گا۔

ستارہ: فون کرنے میں حرج کیا ہے؟

افتخار: تو چاہتی ہے، وہ تیرا ہو رہے۔

ستارہ: (اثبات میں سر ہلاتی ہے)

افتخار: تو پھر اسے تڑپنے کی مہلت دے۔ اسے پتہ لگنے دے کہ تو خوش ہے۔ انڈسٹری
تیری طرف بڑھ رہی ہے۔ اسے اپنی گستاخی پر پچھتانے کا موقع دے بے وقوف۔
لے بھائی میں لیٹ ہو رہا ہوں..... خدا حافظ۔

(کٹ)

سین 2 ان ڈور صبح

(یہ جگہ کھلے لان پر ہونی چاہیے۔ یہاں لان پر کرسیاں موجود ہیں اور افتخار کا خانہ سالن

چائے کے برتن لگا رہا ہے۔ افتخار اور ستارہ آتے ہیں۔)

افتخار: ڈبل ناشتہ لگایا ہے غفار میاں۔ بی بی فانیو شمار کا ناشتہ چھوڑ کر آئی ہیں۔

ڈبل سرجی۔ بالکل ڈبل۔ پوری حلوہ پراٹھا تو س، انڈہ، مکھن سب۔

غفار:

یہ اتنا سب کون کھائے گا؟

ستارہ:

ہم آرٹسٹ لوگ ہیں۔ ہماری Calories منٹ میں بھک سے ختم ہو جاتی ہیں۔ Combustion ہوتی ہے ہمیں زیادہ کھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ رات بھر شوٹنگ کی ہے۔

افتخار:

سب کو بلاؤ۔ عبدالرحمان کو، جمیلہ کو، اس کے بچوں کو، مالی جی کو۔ دھوبی کو۔ سب کو کواٹروں میں سے نکال کر لاؤ۔ جلدی۔

افتخار:

لیس سچ۔

غفار:

کھاؤ۔ کھانے والا ہمیشہ فراخ دل ہوتا ہے۔ زندگی سے بہتر طور پر لڑ سکتا ہے اور دوسروں کو معاف کرنا جانتا ہے۔

افتخار:

وہ بہت ناراض ہو گا افتخار۔

ستارہ:

تم کو سکندر چاہیے؟

افتخار:

(نظریں جھکالتی ہے۔)

ستارہ:

وہ تم جیسی مبینی کے ہاتھ نہیں آئے گا۔ ہاتھیوں کو پکڑنے کے کچھ داؤ پیچ ہوتے ہیں۔ کھیدا بنانا پڑتا ہے۔ کھیدا پتہ ہے ناں۔ بڑا سا گڑھا بنا کر اسے کھینچوں سے ڈھانکتے ہیں۔ کوئی جنرل نالچ نہیں ہے تیری۔

افتخار:

کہیں دیر نہ ہو جائے افتخار

ستارہ:

مجھ پر اعتبار کرو ستارہ۔ یا میں سکندر کو تمہارے قدموں میں لاؤں گا یا زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

افتخار:

(اس وقت کواٹروں میں سے دھوبن جمیلہ اس کے دو بیٹے عمر پانچ اور سات سال۔

جمعہ انی عمر پچاس سال۔ مالی جس کی چودہ سال کی بچی ہے۔ ایک بیر اور ایک چوکیدار جو

بندوق اور کار تو س سے لیس ہے، آتے ہیں)

افتخار:

آئیے۔ آئیے۔ آئیے۔ یہ میرا خاندان ہے۔

(سارے لوگ باری باری مل جل کر اپنے اپنے طریقے سے سلام کرتے ہیں۔)

افتخار: سلام، سلام، سلام۔ یہ میرے گھر کے افراد ہیں ستارہ۔ یہ ہمارا چوکیدار عبدالرحمان ہے اس سے بچ کر رہنا۔ خالی بندوق سے بھی مار سکتا ہے۔ یہ میری اماں تہجو ہے۔ اگر تم تولیہ ٹب میں چھوڑ آؤ گی تو بہت جھڑ کے گی اور یہ اپنا مالی رمضان ہے، گنجہا رکھو الا۔ یہ شلواروں کو زیادہ کلف لگانے والی جیلہ ہے۔ کیوں دھوبی کہاں ہے جیلہ؟ جیلہ دھوبن: جی وہ تو گھاٹ پر چلا گیا صبح سویرے۔ آپ کی پیٹیں میں نے نذیر کو دے دی تھیں۔

افتخار: تھینک یو۔ اور یہ نذیر ہے فلم لائن کے شوق میں آیا تھا میرے پاس اور اب میں کہتا ہوں چل تجھے لائن مین لگوا دوں تو مانتا نہیں اور یہ میرے بچے ہیں۔ چلو بچو آپا جی کو سلام کرو۔ ادب کے ساتھ کبھی کبھی نہیں کرنا۔
(اس وقت خاناماں اندر سے آتا ہے۔)

خاناماں: آپ کا فون ہے سر۔

افتخار: اور پتہ ہے آپا جی کون ہے؟ کیوں جیلہ تیری استری کے پاس تو ہمیشہ ریڈیو لگا رہتا ہے۔ کیوں نذیر یار پہچانا؟
نذیر: نہیں جی۔

افتخار: یہ میڈم ستارہ ہیں جن کے گانے تم سب سنتے ہو۔ میں ابھی آیا فون سن آؤں۔
(جاتا ہے۔)

ستارہ: آپ سب بیٹھ جائیں جی۔

(سب فرش پر باری باری اپنے اپنے انداز میں بیٹھتے ہیں۔)

تہجو: (نذیر سے) آپ بیگم صاحب ہیں؟

ستارہ: نہیں نہیں بیگم صاحب نہیں آپا جی۔ آپ سب کی آپا جی۔ افتخار صاحب کی بھی آپا جی۔

مالی کی لڑکی: آپ گانا گاتی ہیں؟

ستارہ: ہاں (محبت سے)

مالی کا لڑکا: ریڈیو پر؟

ہاں (محبت سے)

ستارہ:

مالی کا دوسرا لڑکا: ٹیلی ویژن پر؟

ہاں وہاں بھی۔ کبھی کبھی۔

ستارہ:

بے وقوف۔ یہ تو فلموں کے لیے بھی گاتی ہیں۔

نذیر:

(دکھ سے) نہیں اب نہیں۔ اب میں فلموں کے لیے نہیں گاتی۔

ستارہ:

(افتخار واپس آتا ہے۔)

لو بھی تارا۔ میں تو شوٹنگ کے لیے جا رہا ہوں۔ افسوس ناشتہ نہیں کر سکتا۔ کیا

افتخار:

بد نصیبی ہے۔ خدا حافظ (جاتا ہے پھر واپس آتا ہے) اور تم سکندر کو فون نہ کرنا،

سننا۔ مجھے ذرا اسے گھیر لینے دو۔ کھیدا بنا لینے دو۔ گڑھا کھود لینے دو۔ ہاتھی جب

پھنسے گا تو ہاتھی تمہارا۔ ہاتھی کی سواری میری۔ ناشتہ کر کے ہوٹل چلی جانا۔

ڈرائیور چھوڑ آئے گا.....

(افتخار جاتا ہے۔)

مالی کی لڑکی: آپ ریڈیو پر گاتی ہیں؟

ستارہ: ہاں۔

لڑکا: ٹیلی ویژن پر بھی؟

ستارہ: ہاں جی وہاں بھی۔

مالی کی لڑکی: آجی۔ آپ ہمیں گانا سنائیں گی!

ستارہ: ضرور۔ ضرور۔ کیوں نہیں؟

(اب بیک گراؤنڈ میں میوزک ابھرتا ہے۔ ملازمین لان میں نیچے نیم دائرے میں بیٹھے ہیں

یعنی چوکیدار، بیرادھو بن اور مائی بیٹھ جاتے ہیں۔ خانساں کھڑا ہے۔ دھو بن کے دونوں

لڑکے ایک کرسی کی پشت پکڑ کر کھڑے ہیں۔)

مالی کی بیٹی گانے کے آخری انتہے سے پہلے گیلے میں سے ایک پھول توڑ کر ستارہ کو دیتی

ہے۔ ستارہ ایک بازو لڑکی کی کمر کے گرد حائل کرتی ہے۔ دوسرے ہاتھ میں پھول ہے اور

آخری انتہے گاتی ہے۔ اب یہ سارا ماحول محبت اور پیار سے رچا بسا ہے۔ امیری اور غریبی

کے فرق کے باوجود تمام افراد ایک خاندان کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ آخر دو مصرعوں میں ستارہ کی آنکھوں سے تیزی سے آنسو گرتے ہیں۔ دھوبن بھی رونے لگتی ہے۔ چوکیدار جو جذبات سے بھر جاتا ہے رومال سے بندوق صاف کرنے لگتا ہے۔ دھوبن کے دونوں بیٹوں میں سے ایک بیٹا منہ میں انگوٹھا لے کر چوسنے لگتا ہے۔ تیجو حیرانی اور محبوب جیسے جادو ہو گیا ہو، ستارہ کو دیکھتی ہے۔ خانماں آگے بڑھ کر چائے بنانے لگتا ہے۔ یہ ساری باتیں گانے کے دوران ہوتی ہیں اور ستارہ کی جادو و صف آواز کا نتیجہ ہیں۔)

گیت نمبر 1

سکھ سپنا اور دکھ کی رینا
کیسا زیور پہنا
ہم نے..... کیسا زیور پہنا

سدا ساتھ کارہنا!

چاندنگر میں بدلی کالی
روپ کا یہ بے روپ سوالی
بھیک میں لے گیا گہنا!
اب اس سے کیا کہنا؟
سدا ساتھ کارہنا

سکھ سپنا اور دکھ کی رینا
گہرا ساگر گاگر خالی

اوگھٹ گھائی رینا کالی
لہروں کے سنگ بہنا
دوری پل پل سہنا

سدا ساتھ کارہنا
سکھ سپنا اور دکھ کی رینا

(اس وقت عاشی صوفے پر بیٹھی ہے۔ وہ چہرے سے مطمئن لگتی ہے۔ سکندر اوپر سے بیڈ روم کی سیڑھیوں سے سگریٹ سلگائے اترتا ہے۔ اس نے اس وقت بہت خوبصورت سوٹ پہن رکھا ہے۔)

عاشی: تم تو ساری عورتوں سے بھی بڑھ گئے ہو۔ (گھڑی دیکھ کر) پورا ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے تمہیں ڈریس ہوتے۔

سکندر: کسی خوبصورت عورت کے گھر جانا ہے بابا۔ ہم ایک دوسروں میں بڑی جیلیسی چلتی ہے۔

عاشی: چلیں؟

سکندر: (اپنی گھڑی دیکھ کر) اتنی جلدی جا کر کیا کریں؟ مہ پارہ کا ڈنر ہمیشہ رات کو گیارہ بجے شروع ہوتا ہے۔ وہ ابھی بیوٹی پارلر میں ہوگی۔

عاشی: مجھے تو بی بی نے تباہ کر دیا ہے۔

سکندر: کیوں؟

عاشی: شوٹنگ پر چاہے ساری رات گزر جائے، ان کو فکر نہیں ہوتی۔ ذرا کہیں ڈنریا فنکشن پر دیر ہو جائے تو سلپیر اٹھا لیتی ہیں۔

سکندر: ایک دوبار آنکھیں دکھاؤ۔ کام نہ چلے تو خود مختار ہونے کی دھمکی دے دو۔ طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔

عاشی: ہم لوگوں کی بڑی لمبی ٹریننگ ہوتی ہوتی ہے سکندر۔ ہم اپنی مرضی سے خود مختار نہیں ہو سکتے۔ ہم میں Guts نہیں ہوتے۔

سکندر: کرفیو میں نرمی کتنے بجے تک ہے؟

عاشی: صرف ایک بجے تک!

(اس وقت فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ عاشی فون اٹھاتی ہے۔)

عاشی: ہیلو (منٹھاس کے ساتھ) جی جی سکندر صاحب کی کوٹھی ہے۔ جی وہ گھر پر ہیں۔

(فون پر ہاتھ رکھ کر) وہ ہے۔ بات کرو گے۔

سکندر: بند کر دو۔

عاشی: (فتح مندی کے ساتھ) بیچاری کے ساتھ بات تو کر لو سکندر۔ مری جا رہی ہے۔

سکندر: مرنے دو..... جانے کس کس پر مر چکی ہے۔

(ماسٹر لطیف اس وقت داخل ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں طبلے کا بایاں ہے۔)

سکندر: یہ آپ بلا اجازت کدھر منہ اٹھا کر چلے آ رہے ہیں ماسٹر جی؟

لطیف: وہ جی دروازہ کھلا تھا سرکار۔

سکندر: اس وقت کیا کام ہے آپ کو یہاں؟

لطیف: مجھے تو کوئی کام نہیں عالجہ۔ وہ میں آپ کے طبلے پر سیاہی لگوانے گیا تھا پورے

چار بجے شام۔ یہ وقت آگیا دکان پر..... دیکھ لیجئے ودریاں بھی نئی ڈلوادی ہیں۔

(عاشی کو سلام کر کے) اللہ خوش رکھے، سلامت رکھے نین پران کام کرتے

رہیں۔

سکندر: سنیے ماسٹر جی۔ جس کی آپ مفت خدمتیں کیا کرتے تھے، وہ یہاں نہیں ہے اب۔

لطیف: ہم تو سرکار آپ کے نوکروں کے بھی نوکر ہیں۔ ہمیں آج تک نمک حرامی کی

کبھی عادت ہی نہیں پڑی۔ اللہ غریقِ رحمت کرے۔ طبلہ نواز مستانے شاہ کا حکم تھا

ہمیں جب کبھی نئی تال بناتے تھے، طبلے پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھواتے تھے کہ جس کا

کھائیں گے، اس سے بے وفائی نہیں کریں گے۔ وہ کہتے تھے ہاتھ میں جس قدر

رس آئے گا، لطیف جس قدر آمد ہوگی، نمک حلائی سے ہوگی۔

سکندر: آپ کبھی مختصر بات بھی کیا کریں۔

لطیف: (شرمندہ ہو کر) بس جی عادت سی پڑی ہوئی ہے اس طرح بولنے کی۔

سکندر: ماسٹر جی آج کے بعد آپ کبھی یہاں نہیں آئیں گے۔

لطیف: جی سرکار؟ اللہ نہ کرے..... میں کیا میرے بچے بھی اس در کی چوکی بھریں جناب

عالی..... ہمیں احسانات بھول سکتے ہیں کبھی میڈم کے۔

سکندر: جس میڈم کے آپ پر احسانات تھے، وہ دفع ہو گئی ہمیشہ کے لیے۔

لطف: (ڈر کر) کیا کہہ رہے ہیں سرکار؟
سکندر: اور اب آپ بھی دفع ہو جائیں۔

لطف: (کیرہ آہستہ آہستہ لطف کے چہرے پر آتا ہے۔ دکھ سے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرتی جاتی ہیں) یہ آپ نے اچھا نہیں کیا جناب عالی..... ستارہ بی بی بہت معصوم ہے..... بہت اکیلی ہے سرکار..... اس کا اس دنیا میں کوئی اپنا نہیں ہے..... آپ نے یہ اچھا نہیں کیا..... اچھا نہیں کیا جی..... بڑی اکیلی ہے ستارہ بی بی

ڈزالو

سین 3 ان ڈور دن کا وقت

(گاؤں میں آبا جی کے گھر کا اندرونی آنگن۔ اس وقت آبا جی، عاصم، نگینہ اور ابا جی تمام آنگن میں بیٹھے ہیں۔ نگینہ دیہاتی انداز کی نیم دو لہن بنی بیٹھی ہے۔ نگینہ کے برد کھوے کی رسم آج ہونی ہے۔ عاصم نے لاچا اور خوبصورت کرتہ پہن رکھا ہے۔ آبا جی بہت جی ہوئی ہیں۔ حتیٰ کہ ابا جی نے بھی سر پر بہت بھاری پگڑی پہن رکھی ہے۔)

آپا: (کڑک کر) میں نے اپنے میاں جی کو ٹیوب ویل پر بھیج دیا ہے عاصم صرف اس وجہ سے کہ ان کی زبان قابو میں نہیں رہتی اور اب وہی مصیبت تم سب ڈال رہے ہو۔ کچھ سمجھتے ہی نہیں معاملے کی اہمیت کو۔

نگینہ: میں جاؤں آبا جی؟

آپا: بیٹھی رہ چکی۔ روز سارے گاؤں میں دڑنگے مارتی پھرتی ہے۔ آج ایک دن زبان بند کرنے کو کہا ہے تو کیا مری جاتی ہے۔

ابا: لیکن اس کی کیا ضرورت ہے۔ وہ لوگ منگنی کرنے آرہے ہیں، کوئی اس کا فوٹو اتارنے تو نہیں آرہے راشدہ۔

آپا: اگر لڑکا اس کو ایک نظر دیکھ لے گا تو کوئی یہ گھس نہیں جائے گی ابا جی انگریزی صابن

کی طرح۔

عاصم: ہمارے ہاں یہ رواج تو نہیں ہے کہ لڑکی یوں سبج بن کر بیٹھی رہے اور سرسرا لے لے کر اسے گھورتے رہیں سب کے سامنے۔

آپا: کیا کیا رواج ہیں ہمارے بول بتا؟ کیا پتہ ہے تجھے ہمارے رواجوں کا؟ جب ساتھ دینے کو پھوٹی کوڑی نہ ہو، شکل صورت بھی واجبی ہو۔ خاندان بھی ایسا ویسا ہو تو کیا کیا رواج باقی رہ جاتا ہے؟ تو جو آج کہیں پڑھ لکھ کر افسر بنا ہوتا تو اس کی منگنی میرے گھر میں ہوتی۔

عاصم: مجھے تم نے دوبارہ امتحان دینے دیا آپا؟ کچھ میرے ہاتھ پلے تھا کہ میں بزنس کر رہا۔ بتائیے میرا قصور؟

ابا: راشدہ! عاصم..... یہ باتیں بہت ہو چکی ہیں۔ بیٹا تم لوگ آپس میں مت لڑا کرو..... قصور وار صرف میں ہوں۔ لڑتے تم ہو، مشکلیں کسی جاتی ہیں۔ آپا جی کتنی دیر ایسے بیٹھنا ہوگا۔

آپا: کسی ڈرامے میں دولہن بنا دو، سارا دن بیٹھی رہے گی کردوہری کرے..... کوئی میری منگنی ہو رہی ہے، مجھ پر احسان ہے کوئی؟ تم بھنگڑا ڈال کر دکھا دینا۔ روک اینڈ رول ناچنا سرسرا والوں کے سامنے۔

ابا: راشدہ! راشدہ بیٹے۔

آپا: اور سب سے بڑی بات ابا جی۔ آپ کو قسم ہم سب کی۔ آپ کسی قسم کی سچی باتیں نہ کرنے بیٹھ جانا۔ میں نے اس کی ہونے والی ساس کو بتا دیا ہے کہ ہمارے سات مربع ہیں بورے والے میں۔

ابا: ناں۔ ناں..... راشدہ یہ جھوٹ ہے۔

آپا: اور ہم لوگ کچی سرکاری کے متولی کی اولاد ہیں۔ جب سے ابا جی اندھے ہوئے مجاوری چھوڑ دی۔

عاصم: سبحان اللہ۔

ابا: یہ یہ..... یہ جھوٹ ہے۔ تو اتنے بڑے بزرگوں کو اپنے میں کیوں گھسیٹ کر لے آئی

راشدہ۔ کہاں پکی سرکار کہاں ہم بے کار۔

یہ بزرگ بابے اور کس دن کے لیے ہوتے ہیں اباجی۔ پکی سرکار کے باباجی کی عزت کوئی کم نہیں ہو جائے گی اگر ہمارا کام بن جائے گا۔ اگر ہم ان کے متولی بن گئے تو..... ان کی شان میں کمی نہیں آئے گی۔

اور..... اور اگر کوئی پکی سرکار جا پہنچا راشدہ تو..... کسی نے پوچھ گچھ کی تو..... قبر سے پوچھنے جانا ہے اباجی..... وہ بھی اتنی دور۔ کمال کرتے ہیں آپ۔ سائیں جی آکر جواب دیں گے بتائیے۔

آپا..... خدا کے لیے..... تم ہمیں بخش دو سب کو..... میں شادی نہیں کروں گی۔ سچ ساری عمر نہیں کروں گی۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔

(اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کر) ہائے میرے اللہ۔ کوئی سنے بھی میری جا عاصم کار کی آواز آئی ہے۔ جا میرے چاند..... باہر جا حویلی میں وہ لوگ آئے ہیں شاید۔ جا چاند۔

کٹ

سین 4 ان ڈور شام

(فیروزہ ناراض پلنگ پر بیٹھی ہے۔ بچے ایک طرف کھیل رہے ہیں۔ لطیف باورچی خانے میں بیٹھا ہانڈی پکا رہا ہے۔)

لطیف: اچھا بھگوان تو مجھے پکا کر نہ دے پر اتنا تو بتا دے کہ اس میں کتنا مصالحہ ڈالوں..... یہ

ہلدی، مرچ کا اندازہ تو بتا دے۔

فیروزہ: (ناراض ہو کر) مجھے کیا پتہ۔

(لطیف دیکھی میں پانی ڈالتا ہے اور اٹھ کر فیروزہ کی طرف آتا ہے۔ تینوں بچے صاپو کھیل

رہے ہیں۔ اب بچی کی باری ہے۔ وہ ایک ٹانگ پر کھڑی کھڑی ٹاپو میں جاتے ہوئے کہتی ہے۔)

اباجی کچھ سری پائے گھر بھی چھوڑ جائیں گے ناں؟

بچی:

فیروزہ: (فیروزہ کی طرف بڑھتے ہوئے) ہاں بیٹے تھوڑا سا سالن چھوڑ جاؤں گا تم سب کیلئے۔
 فیروزہ: زہر ملا کر..... سنکھیا کی چٹکی چھوڑ کر دیکھتی ہیں۔

(لطیف پاس آکر چارپائی پر فیروزہ کے پاس بیٹھتا ہے)

لطیف: بھلی لوک..... کوئی میں اپنی خوشی سے یہ سب کچھ کرتا..... مجبوری ہے۔
 فیروزہ: کس بات کی مجبوری ہے؟

لطیف: روزی کی مجبوری اور کس کی؟

فیروزہ: لکھے کا بیٹا خود بخود Regular ہو گیا ریڈیو میں۔ اسے تو کچھ پکا کر نہیں لے جانا پڑا
 ریڈیو سٹیشن۔

لطیف: اس کی بڑی سفارش تھی۔ بڑے لوگوں کے فنکشن مفت کر تارہا ہے کئی سالوں سے۔
 فیروزہ: تو یہ طبلے بجانے کا کام چھوڑ نہیں سکتا؟

لطیف: میں تو چھوڑ دوں فیروزہ۔ پر یہ میرے ہاتھ میرے لہو میں آنے جانے والی سانس،
 میری روح..... میں کوئی بے تالا کام نہیں کر سکتا بھاگوان..... تین پشتوں سے ہم
 لے میں بندھے ہیں۔

فوزیہ: (باپ سے) اباجی آج میں نے سکول میں نعت گائی تھی۔

لطیف: بہت اچھا کیا بیٹا۔ اللہ بڑا اُردے گا۔

فوزیہ: میڈم نے خوش ہو کر مجھے روپیہ دیا اباجی۔

(فیروزہ اٹھتی ہے اور بچی کو بالوں سے پکڑتی ہے)

فیروزہ: کمین، کتی، حرام خور..... میں نے تجھے کتنی بار کہا ہے تو نے منہ سے آواز نکالی تو
 میں زبان کھینچ لوں گی تیری۔ دیکھتی نہیں سر تال کی چٹکی میں پس کر تیرے باپ کا
 کیا حشر ہوا ہے؟

لطیف: فیروزہ بھاگوان بھلی لوک اس نے تو نعت گائی تھی جان ہاری نے۔

(فیروزہ کے چنگل سے بیٹی کو چھڑاتا ہے)

فیروزہ: میرے سب بچے پڑھ لکھ کر قابل بنیں گے۔ ڈاکٹر، افسر..... انجینئر..... کوئی اس
 بد بخت آرٹ کی خدمت نہیں کرے گا۔ ساری ساری عمر طبلے، ہارمونیم بجاتے

رہو اور کھے سواہ نہیں ملتا۔ ہمیں آرٹ وارٹ کچھ نہیں چاہیے، ہمیں روٹی چاہیے۔ عزت چاہیے..... ہم بھی انسان ہیں آخر۔

(رونے لگتی ہے۔ لطیف بچوں کو اشارہ کرتا ہے کہ وہ باہر چلے جائیں۔ بچے کھسکتے ہوئے

باہر جاتے ہیں۔ بچی آستین سے آنسو پونچھتی جاتی ہے۔)

بھلی لوک عزت تو اللہ دیتا ہے۔ تو انسانوں سے کیوں لڑتی ہے؟ ان غریب بچوں:

کو کیوں مارتی ہے؟ یہ تجھے عزت لا کر دے سکتے ہیں بھلا؟

اور کس کو ماروں؟ بتا اپنے نصیبوں کو؟ بتا؟ تجھے ماروں؟

(چو لہے کی طرف جاتے ہوئے) اچھا جی اچھا جی..... اچھا..... کہیں جو شہر والے

ہمارے کام کی عزت کرتے تو تو کیوں ناراض ہوتی اس طرح.....

(ہنڈیا ڈھکنا اٹھاتا ہے۔ ڈھکنا گرم ہے۔ یکدم اپنا ہاتھ صافی کے کنارے میں پلینٹا

ہے۔ فیروزہ پاس آتی ہے۔)

بتا فیروزہ کتنا مصالحہ ڈالوں؟

ایک وعدہ کر تو ابھی سری پائے پکا دوں تجھے۔

ایک وعدہ چھوڑ، سو وعدے بھلی لوک۔ دیکھ ناں ریڈیو سٹیشن پر سب تعریف کرتے

ہیں تیری۔ کہتے ہیں۔ جیسے سریلے پائے لطیف کی بیوی پکاتی ہے، ویسے تو رنگ محل

کے چوک میں بھی نہیں ملتے۔

دیکھ لطیف ہماری تو ساری عمر خراب گئی تیرے آرٹ کے پیچھے۔ پر اب تو ان

بچوں کو خراب نہ کرنا۔

(چو کی پر بیٹھتی ہے۔ کلفیر چلاتی ہے۔)

واہ کیا بچی ہے اس چو کی پر۔ کوئی بیٹھے یہاں، اچھا ہی نہیں لگتا۔

(ہاتھ جوڑ کر) دیکھ لطیف کوئی ان میں سے ڈاکٹر بنے، کوئی انجینئر ہو، کوئی بڑے

محکمے کا افسر ہو..... عزت کریں گے لوگ..... ہماری۔ ہمیں نمانے نہ سمجھیں

مانگت لوگ۔

تیرا سارا شہر بی اے، ایم اے پاس لوگوں سے بھرا پڑا ہے فیروزہ۔ انسان سولہ سال

میں ایم اے تو کر لیتا ہے بیوقوف۔ پر سولہ سال کی ریاضت کے بعد بھی ٹھیکہ میں
رس پیدا نہیں ہوتا۔ کیلے سارے ملک کے بی اے ایم اے اکٹھے کر لے۔ اللہ کے
فضل سے تیرے لطیف جیسے بول کوئی نہیں نکال سکے گا ہاتھوں سے۔ یہ اللہ کی
دین ہے۔ لوگ اپنی تجویز سے بی اے ایم اے ہو سکتے ہیں، کوئی اپنی مرضی سے
آرٹسٹ نہیں ہو سکتا۔ پھولوں کی بارش ہر گھر پر نہیں ہوتی۔ کہہ تو کوئی ایم اے
پاس بی بی تان لگائے میڈم کی طرح۔

فیروزہ: (اٹھتے ہوئے) یہ پکڑ خود پکا اور گوتا دابنا کر لے جا اپنے پروڈیوسر صاحب کے
لیے۔ پھر وہ تجھے ضروری Regular کر دے گا۔

لطیف: بیٹھی رہ بیٹھی رہ بھلی لوک..... بابا تو اپنے بچوں کو ڈاکٹر ہی بنانا، انجینئر سی سکھانا۔ ان
کو دولت کمانے کے سب داؤ پیچ بتانا۔ عزت کمانے کی سیڑھی لگا دینا سب کے
نیچے۔ میں کوئی منع کرتا ہوں..... تو بھی ٹھیک کہتی ہے۔ چلو روٹی کے بغیر تو گزر
بسر ہو جاتی ہے۔ پر عزت بنا تو پل نہیں کٹتا.....
(روتی ہے۔)

لطیف: رونہ فیروزہ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا..... آج کل میں ایک ٹیوشن ملنے والی ہے۔
پھر اللہ نے چاہا تو وہ فجر کے نام جوگی ستارہ بی بی کہیں نہ کہیں مل جائے گی ایک
دن..... نفن دان کہاں؟

فیروزہ: عنایت لے گیا تھا۔ ایک تو یہ لوگ چیزیں بڑی ہنسی خوشی لے جاتے ہیں۔ موڑتے
وقت مرگی پڑ جاتی ہے ان کو۔

لطیف: میں ابھی لے آتا ہوں۔ دیکھ تھوڑا سا انڈے کا حلوہ بھی بنا رکھ بھاگوان جب
..... ریڈیو سٹیشن پر سب کھا کھا کر خوش ہوتے ہیں۔ جب تیری تعریف کرتے
ہیں تو مجھے بڑی راحت ہوتی ہے۔

(جاتا ہے فیروزہ ہنڈیا میں کفگیر چلانے لگتی ہے۔)

(آپاجی کے گھر کا اندرونی آنگن، آپاجی، آپاجی، عاصم بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے نگینہ کی ہونے والی ساس۔ ایک نند اور بوگی شکل کا نوجوان ہونے والا دولہا بیٹھا ہے۔ یہ تینوں بہت ہی نودولتھے ہیں۔ ساس نے ساڑھی پہن رکھی ہے۔ بیٹی گوٹے والا غرارہ قیص پہنے ہوئے ہے اور ہونے والا دولہا چیک کی قیص پینٹ پہنے ہوئے ہے۔ وہ بار بار منہ پر رومال رکھتا ہے اور کنکھیوں سے نگینہ کی طرف دیکھتا ہے۔ عاصم سب کو دودھ پلا رہا ہے۔ لمبے سلور کے گلاسوں میں۔)

آپا: دودھ پی لیں آپاجی، اب تو بات پکی ہو گئی خیر ہے۔
 ساس: اجازت ہو تو میں نگینہ بیٹی کو انگوٹھی پہنادوں؟
 آپا: ان کو ذرا مربعوں کی سیر کرا لاتی راشدہ۔ پھر میرا داماد بھی گھر آجاتا۔ وہ بھی شامل ہو جاتا رسم میں۔

نند: چاچاجی۔ ہمیں جلدی لاہور پہنچنا ہے۔
 عاصم: اتنی جلدی کیسی جی۔ اب ہم آپ کو جانے تھوڑی دیں گے۔
 نند: بس جی ایک ضروری کام ہے۔
 آپا: (خوشدلی سے) ابھی تو آپ چل کر ہمارا ٹیوب ویل دیکھیں۔ پھر اگلی دفعہ آپاجی کی زمینوں پر لے چلیں گے۔

نند: امی دیر نہ کریں پلیز۔ میرا Six million نہ نکل جائے کہیں۔
 دولہا: میں تجھے وقت پر پہنچا دوں گا ساجدہ۔
 آپا: میری نگینہ بھی بالکل ایسی ہے۔
 نند: ٹیلی ویژن ہے یہاں؟

آپا: میاں جی نے بیچ دیا۔ کہنے لگے اب رنگین ہی خریدیں گے۔ ان کو بڑا شوق ہے رنگین ٹیلی ویژن کا۔
 عاصم: چلیں جی جیب آئی کھڑی ہے مربعوں سے۔

نند: میں تو نگینہ باجی کے پاس ٹھہروں گی۔ امی آپ جلدی آجانا واپس۔ دیر نہ کرنا پڑے۔
(اب دولہا۔ عاصم۔ آپاجی۔ ننداختے ہیں۔)

نگینہ: میرے کمرے میں چلیں گی آپ؟
نند: چلیں گی آپ چاہے ہمیں جہنم میں لے جائیں۔

ساس: ہائے کتنا شوق چڑھا ہے اسے نگینہ کا۔

(یکدم دولہا چاؤ سے کھی کھی کر کے ہنستا ہے۔ ماں اسے گھورتی ہے۔ وہ چپ کرتا ہے۔
سب جاتے ہیں۔ دولہا کو باجی آواز دیتے ہیں۔)

ابا: سلیم۔ سلیم بیٹے۔

(دولہا مڑتا ہے۔)

ابا: ذرا مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ تم دو منٹ میرے پاس ٹھہرو۔

(سب جا چکے ہیں صرف ابا اور سلیم سیٹ پر موجود ہیں۔ سلیم ریشہ خطمی انداز میں اس کے پاس بیٹھتا ہے۔)

ابا: بیٹے تم پڑھے لکھے آدمی ہو۔ میرا خیال ہے پڑھا لکھا آدمی فراخ دل ہو جاتا ہے اپنی تعلیم کی وجہ سے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی پروا نہیں کرتا، نگینہ نہیں ہوتا۔ تعلیم اسے وسعت نظر دیتی ہے۔

سلیم: (ڈر کر) جی اماں جی نے آپ کو بتا دیا ہے ناں کہ میں بی اے پاس ہوں۔

ابا: (ٹٹول کر اس کا ہاتھ پکڑتا ہے) میں سمجھتا ہوں بیٹے پڑھے لکھے لوگوں میں بڑی وسعت ہوتی ہے۔ وہ چادر کی طرح دوسروں کے عیب چھپا لیتے ہیں اپنے علم میں۔

سلیم: ہاں جی تعلیم سے ہی آدمی انسان بنتا ہے۔

ابا: ساری کائنات ایک تال پر ناچ رہی ہے بیٹے۔ اللہ کے ستارے، سیارے سب سر کیے ہوئے ہیں۔ سرمدی نغموں سے بھری ہے۔ اس کی یہ ساری لیلیا.....

سلیم: وہ جی مربعوں پر جانا تھا مجھے۔

ابا: (ہاتھ جوڑ کر) دیکھو بیٹا! سر اور تال کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ ایک ماز بھی

زیادہ لگ جائے تو..... نغمہ بے سرا ہو جاتا ہے۔ جو کچھ..... میری بیٹی نے تم لوگوں کو بتایا ہے جھوٹ ہے۔

جی؟
ہم کچی سرکار کے متولیوں کی اولاد نہیں ہیں..... ہم سرتال کی خدمت کرنے والے لوگ ہیں۔ ہماری کئی پشتیں اسی انتظار میں رہی ہیں کہ کب تم سے پڑھے لکھے لوگ آگے بڑھ کر ہمیں سینے سے لگالیں۔

(اس وقت آپا واپس آتی ہے۔ سلیم کو چلنے کا اشارہ کرتی ہے، وہ باہر جاتا ہے۔ آپا اس کا چہرہ دیکھتی ہے۔ اب وہ آہستہ آہستہ باپ کی طرف بڑھتی ہے۔ اب تک وہ بڑی منہ زوری عورت ہے لیکن اب اس کا ماسک ٹوٹنے لگا ہے اور ایک بچاری غم دیدہ عورت باہر ابھرنے لگتی ہے۔ باپ یوں بولتا جاتا ہے جیسے وہ اب بھی سلیم سے باتیں کر رہا ہو۔)

یہ میری بیٹی راشدہ..... بہت اچھا لگاتی ہے بیٹے۔ کہیں اس کی تعلیم ہو جاتی تو..... آج ستارہ کا قدم نہ جم سکتا..... لیکن بیٹے ایک روز یہ سکول سے روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی۔ اب میں اب سکول نہیں جاؤں گی اور..... اور تم کو میری قسم ہے۔ تم بھی گھر سے کبھی باہر نہیں جاؤ گے وہاں..... سکول میں میری بے عزتی ہوئی ہے ابا..... یہاں میرے پاس آؤ سلیم.....

(راشدہ پاس آکر باپ کے قدموں میں بیٹھتی ہے۔ اب اس کے آنسو آنکھوں سے جاری ہیں۔)

پھر میں نے اپنے کسی بچے کو موسیقی کی تعلیم نہیں دی بیٹے..... بتاؤ ہمارا کیا قصور ہے۔ پڑھے لکھے لوگ تصویر بنانے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ گیت کہنے والوں سے پیار کرتے ہیں۔ بتاؤ بیٹا ہم لوگوں کے حصے کی عزت تم نے کہاں چھپا رکھی ہے؟ ہم نے تو کئی پشتوں سے سُر کی خدمت کی ہے اور اس کے بدلے میں کچھ نہیں مانگا لیکن میرے بچوں نے تو اس سے بھی منہ موڑ لیا۔ تم انہیں سینے سے کیوں نہیں لگاتے؟ انہیں اپنا کیوں نہیں بناتے؟

آپ بھی کیسے باپ ہیں ابا جی؟ آپ نے ہمیشہ سچ کو بچوں پر ترجیح دی۔ اب نگینہ کو وہ

کیسے بیاہ لے جائیں گے؟

(باپ شفقت سے آپا کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے۔)

باپ: میں تمہارا بڑا گنہگار ہوں راشدہ۔ میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ جھوٹے آدمی کا سر کبھی سچا نہیں ہوتا۔

آپا: اباجی۔ جب ہاتھ پلے کوڑی نہ ہو۔ شکل بھی واجبی ہو۔ عزت بھی جھوٹی ہو تو..... جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ صبح شام رات دن۔

باپ: (شفقت سے سر پر ہاتھ پھیر کر) اللہ کار ساز ہے۔ جھوٹ بولنے سے فائدہ۔
آپا: پکی سرکار والے سائیں جی اگر زندہ ہوتے اباجی تو وہ ضرور ہمیں اپنے رشتہ دار بنا لیتے۔ وہ کوئی عام لوگ تھوڑی تھے۔ آپ نے سر کی خدمت کر کے دیکھ لی۔ ہم نے گانا بجانا چھوڑ کر دیکھ لیا اباجی۔ کہیں کوئی پناہ نہیں، کہیں کوئی پناہ نہیں اباجی۔ کہیں کوئی پناہ نہیں۔

کٹ

سین 5 آؤٹ ڈور (رات کا وقت)

(اس میں ہم یہ چیزیں اسٹیمپلش کریں گے کہ عاشی اور سکندر اور افتخار اور ستارہ فلم کے پریمیر پر آتے ہیں۔ سینما کے سامنے جھنڈیاں لگی ہیں۔ خوب کاروں کا رش ہے۔ عاشی اور سکندر کار سے اترتے ہیں۔ اندر جاتے ہیں۔ اسی طرح تھوڑی دیر کے بعد افتخار اور ستارہ کار میں آتے اور اترتے ہیں۔ پھر ان کو علیحدہ علیحدہ جوڑا جوڑا جاتے دکھاتے ہیں۔)

کٹ

سین 6 ان ڈور (رات کا وقت)

(ایک باکس میں افتخار اور ستارہ بیٹھتے ہیں۔ ساتھ ہی دوسرے باکس میں عاشی اور سکندر

بیٹھے ہیں اور فلم دیکھ رہے ہیں۔ ستارہ رور رہی ہے۔ ستارہ کو افتخار رومال دیتا ہے کہ وہ اپنے آنسو پونچھے۔ باکس میں ان دونوں جوڑوں کو اس فلم کے ٹکڑوں کے ساتھ دکھاتے ہیں جس کو یہ دونوں جوڑے دیکھنے آتے ہیں۔)

فلم کا سین

(سکرین پر جو فلم دکھائی جائے گی اس کا ٹکڑا علیحدہ بنے گا۔ یہ فلم افتخار اور عاشی کو کاسٹ کیے ہوئے ہیں۔ اس میں خالص فلم کا ماحول ہے۔ عاشی پیانو پر بیٹھی گانا گارہی ہے۔ افتخار دو لہا بنا بیٹھا ہے۔ ارد گرد مہمان کھڑے بیٹھے ہیں۔ افتخار کی دلہن ساتھ بیٹھی ہے۔ یہ ایسا Typical سین ہے جس میں ہیر و کی شادی ہو جاتی ہے اور اس کی پرانی محبوبہ شادی کے دن پیانو بجا کر گانا گایا کرتی ہے۔ افتخار پر اس گانے کا شدید اثر ہو رہا ہے۔ گانے کے اختتام میں افتخار بے قابو ہو کر پیانو کے پاس جا کر کھڑا ہوتا ہے۔ عاشی چہرے پر ہاتھ رکھ کر بھاگتی ہے۔ فلم میں آواز ستارہ کی ہے۔)

گیت نمبر 2

جل میں آگ جلی یہ کیسے	سکھی ری آگ جلی یہ کیسے؟
ندی میں چاند اتر گیا کیسے	من مندر کی لو ہو جیسے
دکھ برکھا سے بھیگ بھیگ کر	کلی کھلی یہ کیسے؟
سکھی ری کلی کھلی یہ کیسے؟	
جل میں آگ جلی یہ کیسے؟	
سکھی ری آگ جلی یہ کیسے	

(فلمی شادی کا سین اور باکس میں بیٹھے ہوئے جوڑوں کو باری باری دکھانے سے یہ بات واضح کی جاتی ہے کہ عاشی بہت خوش ہے لیکن ستارہ کی جان پر مبنی ہے۔)

کٹ

سین 7 ان ڈور (رات کا وقت)

(افتخار اور ستارہ نے وہی لباس پہن رکھے ہیں جو فلم کے وقت اس نے پہن رکھا)

ہے۔ افتخار اس وقت صوفے پر یوں لیٹا ہے کہ اس کی ٹانگیں صوفے سے Dangle کر رہی ہیں اور وہ پٹنگ پر اس طرح لیٹا ہے۔ اس نے سیاہ شلوار قمیص پہن رکھا ہے اور گلے میں مالا ہے۔ ستارہ صوفے پر ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھی ہے۔ اس نے اپنے بازو کھڑے زانوؤں کے گرد حائل کر رکھے ہیں اور ٹھوڑی کو گھٹنوں پر جمار کھا ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گر رہے ہیں۔

ستارہ: مجھ کو تمہارے ساتھ پریمیر پر نہیں جانا چاہیے تھا۔

افتخار: تم نے خواہ مخواہ گانا چھوڑ دیا۔ سنا تھا آج اپنے گانے کو۔

ستارہ: اس نے مجھے تمہارے ساتھ ضرور دیکھا ہو گا۔

افتخار: تم کو تو خدا نے آواز دی، خواہ مخواہ

ستارہ: دراصل..... افتخار میں ہمیشہ باتوں میں آجاتی ہوں اور کبھی وہ نہیں کر سکتی جو مجھے

کرنا چاہیے جو میرا دل مجھے کہتا ہے۔

افتخار: سنو ستارہ۔ ایک بار تم کو اس کا امتحان لینا ہو گا ورنہ ہر بار..... یہ گیند پہلے سے زیادہ

زور کے ساتھ تمہارے منہ پر لگے گی۔ سمجھوتہ ہو تو مضبوط ہو ورنہ نہ ہو۔

ستارہ: سمجھوتہ ہو جائے افتخار چاہے مضبوط نہ ہو۔

افتخار: مرد عورت کے ساتھ تین رشتے قائم کر سکتا ہے یا وہ اس سے محبت کرتا ہے یا اس

کی حفاظت کر سکتا ہے یا پھر اسے اپنے آرٹ میں امر کرتا ہے۔ میں تمہاری

حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔

ستارہ: تم غلط سمجھے ہو۔ مرد یا عورت کو قتل کرنا چاہتا ہے یا اسے مضحکہ خیز بنانا چاہتا ہے یا

پھر اس کا انجر پنجر توڑنا چاہتا ہے۔

افتخار: جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا ستارہ تو تم طفیل صاحب کے دفتر کے سامنے

برآمدے میں کھڑی تھیں۔ حق پر ہاتھ دھرے تم نے دو چھوٹی چھوٹی چوٹیاں کر

رکھی تھیں اور تمہارے چہرے پر کوئی میک اپ نہیں تھا۔

ستارہ: اگر میں تمہارے ساتھ فلم پر نہ جاتی..... اس نے مجھے دیکھ لیا ہو گا افتخار اب دو مجھے

کبھی نہیں بلائے گا۔